صحابی رسول حضرت ماعزؓ اور غامدی کا بے لگام قلم

کاوش محمد مدثر علی راؤ

دین الٰہی اور اہل دین کے درمیان سلسلہ ابلاغِ دین کے بنیادی واسطے دو ہیں۔ پہلی ذات اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اور دوسرے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شاگردان مقبول عنداللہ ہیں جن پر رضی اللہ عنھم ورضوعنہ کا حکم الٰہی قرآنی شاہد ہے۔ان دو واسطوں میں سے اگر ایک واسطہ سے بھی عقیدت اور اعتماد میں فرق آ گیا تو سمجھو استحکام دین کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اس وقت دور حاضر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی ذات مبارکہ کو جہاں دیگر دشمنان اسلام کی تنقیدات کا سامنا ہے وہیں پر ایک نام جاوید احمد غامدی کا بھی اس میں شامل ہے۔غامدی نے اپنی کتاب "برہان" میں "رجم کی سزا" کی بابت صحابی رسول حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ کو نہایت ہی بے باکی کیساتھ، تمام ادب وآداب کو روندتے ہوئے کڑی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ سے عہد رسالت میں زنا کے جرم کا صدور ہو گیا تھا۔جس کے بعد جب یہ اطلاع ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پہنچی اور خود حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے بھی دربار رسالت میں حاضر ہو کر اقبال جرم کیا پھر اس کے بعد ان پر زنا کی حد لگائی گئی اور انہیں سنگسار کر دیا گیا۔

غامدی نے اپنے استاذ امین احسن اصلاحی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی کتاب "برہان" میں ان صحابی رسول کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ویسے تو غامدی نے جو کچھ ان پر اعتراضات کیے وہ کوئی نئے نہیں بلکہ قریباً غامدی کے استاذ کا ہی سرقہ ہیں۔

قارئین کرام! غامدی نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ پر جو کچھ اعتراضات کیے ہیں ہم اختصار کی خاطر اس سب کا خلاصہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں

(۱) حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے مہیرہ نامی عورت سے زنا کیا جس کے بعد وہ محض اس خیال سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا کہ آپ اسے کوئی معمولی سزا دے کر چھوڑ دیں گے۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ماعز کے جرم کی پہلے سے ہی خبر تھی۔

(۳) ماعز نے عورت کیساتھ زنا بالجبر کا ارتکاب کیا تھا۔

(۴) تدفین کے وقت اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے جنازے کی نماز پڑھنے سے انکار کیا، لیکن دوسرے دن یہ نماز پڑھی اور لوگوں کو اس کے حق میں دعا کی نصیحت کی، اور انہیں بتایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایک امت پر تقسیم کی جائے تو اس کے لیے کافی ہو، اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی مغفرت فرمائی اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

(۵) اس سب کے بعد بھی یعنی کہ ماعز رضی اللہ عنہ کے اعتراف جرم، ندامت اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لوگوں کو اس کے حق میں دعا فرمانے کے باوجود بھی..... یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ یہ (ماعز) کوئی مرد صالح تھا اور اس نے یہ جرم کوئی اتفاقاً کیا ہوگا۔

(٦) یہ کوئی جنسی ہیجان کے غلبہ میں عورتوں کا پیچھا کرنے والا شخص تھا جس سے زنا بالجبر کا جرم سرزد ہوا۔ جب اللہ کے رسول صلی للہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام جہاد پر جاتے تھے تو یہ شخص پیچھے رہ کر شہوت کے جوش میں بلبلاتا تھا۔

(۷) بیشک اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے بتایا گیا کہ اس شخص کی مغفرت ہو گئی ہے لیکن پھر بھی اس سے اسکے پچھلے کردار کی نفی کیسے ہوگی؟ اس سے کیا یہ سمجھا جائے گا کہ کسی اوباش کو کبھی توبہ کی توفیق نہیں ملتی اور جو شخص توبہ کر لے، اس کے بارے میں یہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کبھی اوباش بھی رہا تھا؟

(۸) جیسے کسی بدترین شخص کے مرجانے کے بعد اس کی برائی نہیں کی جاتی ویسے ہی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی لوگوں کو ماعز کے بارے میں برا بھلا کہنے سے منع فرمادیا۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ ضرورت پڑنے پر ایسے شخص کے کا کردار زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔

(ملاحظہ فرمائیں برہان طبع دھم نومبر 2018 صفحہ 85-79)
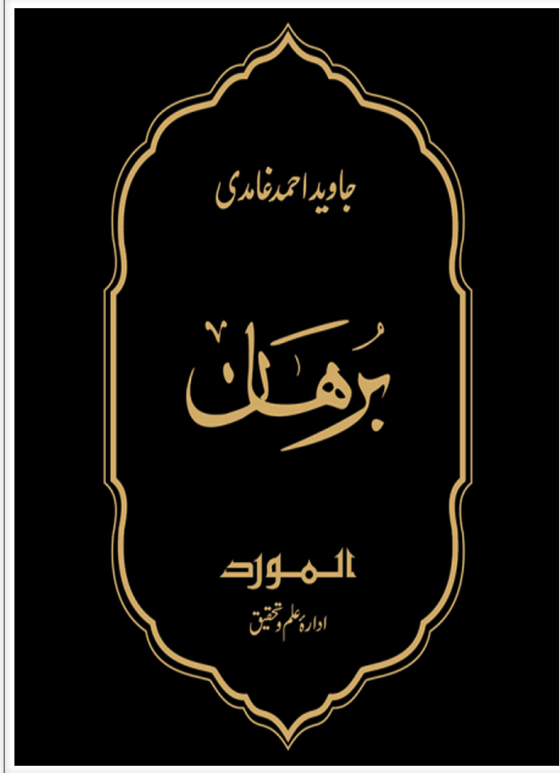
جائے؟ اِن سوالات کا کوئی واضح جواب اِس مقدمے کی روداد میں نہیں ہے۔

اِس سلسلہ کا اہم ترین مقدمہ ماعز اسلمی کا ہے۔ یہ ایک یتیم تھا جس کی پرورش ہزال اسلمی کے گھر میں ہوئی۔[۱۳] ایک دن یہ اُن کے پاس آیا اور اُنھیں بتایا کہ میں مہیرہ نامی ایک عورت کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ آج اُس سے اپنی خواہش میں نے پوری کر لی، لیکن اب نادم ہوں کہ میں نے یہ کیا حرکت کر ڈالی۔[۱۴] ہزال نے اُسے مشورہ دیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خود حاضر ہو جاؤ۔ اِس سے اُن کا مقصود یہ تھا کہ اِس جرم کی پاداش سے بچنے کی کوئی صورت اُس کے لیے نکل آئے گی۔[۱۵] چنانچہ یہ پہلے سیدنا صدیق اور سیدنا عمر فاروق کے پاس گیا اور دونوں کی اِس نصیحت کے باوجود کہ اللہ سے رجوع کرو اور جو پردہ اُس نے تم پر ڈالا ہے، اُس میں چھپے رہو،[۱۶] محض اِس خیال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا کہ آپ اُسے کوئی معمولی سزا دے کر چھوڑ دیں گے۔ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

انا لما خرجنا به فرجمناه فوجد مس الحجارة صرخ بنا: يا قوم، ردّونی الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه و سلم فان قومی قتلونی وغرونی من نفسی واخبرونی ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم غير قاتلی. (ابوداؤد، رقم ۴۴۲۰)

”ہم نے اُسے باہر لا کر سنگ سار کرنا شروع کیا۔ پتھر پڑے تو وہ چیخا: لوگو، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس لے چلو۔ میرے قبیلے کے لوگوں نے مجھے مروا دیا۔ اُنھوں نے مجھے دھوکے میں رکھا۔ وہ مجھے یہی کہتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قتل نہیں کرائیں گے۔“

بعض روایات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے اُسی نے

۱۳؎ ابوداؤد، رقم ۴۴۱۹۔

۱۴؎ الطبقات الکبریٰ، ابن سعد ۲۲۸/۳۔

۱۵؎ ابوداؤد، رقم ۴۴۱۹۔

۱۶؎ موطا، رقم ۲۵۵۹۔

اپنے جرم کے بارے میں بتایا،[۱۷] لیکن ابن عباس کی ایک روایت میں بالصراحت بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے آنے سے پہلے ہی اُس کے جرم سے مطلع تھے۔

روایت یہ ہے:

ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال لماعز بن مالك: أحق ما بلغنی عنك؟ قال: وما بلغك عنی. قال: بلغنی انك وقعت بجارية آل فلان، قال: نعم، قال: فشهد اربع شهادات، ثم امر به فرجم. (مسلم، رقم ۴۴۲۷)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز سے پوچھا: مجھے تمھارے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا ہے، کیا وہ درست ہے؟ اُس نے کہا: آپ کو میرے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے فلاں قبیلہ کی لڑکی کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ اُس نے کہا: ہاں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اِس کے بعد اُس نے چار مرتبہ اقرار کیا، تب اُس پر سزا نافذ کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اُسے رجم کر دیا گیا۔“

اِس کے جرم کی نوعیت کیا تھی؟ اِس کے بارے میں کوئی واضح بات اگرچہ روایات میں بیان نہیں ہوئی، لیکن ابن سعد کی روایت کے مطابق جس عورت سے اُس نے بدکاری کی، اُسے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا، مگر اُس سے کچھ مواخذہ نہیں کیا، اِس وجہ سے صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے زنا بالجبر کا ارتکاب کیا:

دعا رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم المرأة التی اصابها فقال: اذهبی ولم يسألها عن شیء. (الطبقات الکبریٰ ۲۲۹/۳)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کو بلایا جس سے ماعز نے زنا کیا تھا، پھر اُسے کہا: چلی جاؤ اور اُس سے کچھ تعرض نہیں کیا۔“

۱۷؎ مثال کے طور پر دیکھیے: بخاری، رقم ۶۸۱۴؛ مسلم، رقم ۴۴۲۸؛ ابوداؤد، رقم ۴۴۱۹۔

یہ کس قسم کا مجرم تھا؟ اِس سوال کا نہایت واضح جواب اُس تقریر میں موجود ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے رجم کی سزا دینے کے بعد اُسی دن عصر کے وقت کی۔ امام مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

او کلما انطلقنا غزاة فی سبيل اللّٰه تخلف رجل فی عيالنا له نبيب كنبيب التيس. علیّ ان لا اوتی برجل فعل ذلك الا نكلت به. (رقم ۴۴۲۸)

”کیا یہی نہیں ہوا کہ جب کبھی ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے تو ہمارے اہل و عیال میں سے ایک شخص پیچھے رہ گیا جو شہوت کے جوش میں بکرے کی طرح بلبلاتا تھا؟ سنو، مجھ پر لازم ہے کہ اِس طرح کا کوئی مجرم اگر میرے پاس لایا جائے تو میں اُسے عبرت ناک سزا دوں۔“

اِس زمانے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ اِس تقریر میں ماعز کا نام کہاں ہے کہ اِس کا مصداق اُسے قرار دیا جائے؟ لیکن اِس تقریر کو پڑھنے اور یہ جاننے کے بعد کہ آپ نے ماعز کو رجم کرانے کے بعد اُسی دن یہ خطبہ دیا، ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ کس قدر بے معنی بات ہے۔ ہمارے صدر ریاست نے صبح کسی پارٹی پر پابندی عائد کی اور شام کو ٹیلی وژن پر قوم سے خطاب فرمایا کہ یہاں ایک ایسی پارٹی موجود تھی جو اِس ملک کو توڑنے کے منصوبے بناتی رہی۔ اب ہر شخص کو جان لینا چاہیے کہ اِس طرح کی کوئی دوسری جماعت اگر قائم ہوئی تو اُس کا وجود بھی اِس ملک میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اِس خطاب کو سننے کے بعد کیا کسی عاقل سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اِس کے بارے میں یہ کہے گا کہ اِس میں کسی کا نام کہاں ہے کہ اِس کا مصداق اُس پارٹی کو قرار دیا جائے جس پر صبح پابندی عائد کی گئی۔

اِسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ماعز وہ شخص ہے جس نے اپنے جرم کا خود اعتراف کیا اور اِس پر ندامت ظاہر کی۔[۱۸] سیدنا صدیق اور سیدنا عمر فاروق کے پاس یہ حاضر ہوا تو اُنھوں نے اُسے

۱۸؎ الطبقات الکبریٰ، ابن سعد ۲۲۹/۳۔

جرم چھپانے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کی۔[۱۹] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُس کا یہ اعتراف جرم فوراً قبول کر لینے کے بجائے اُسے بار بار لوٹایا[۲۰] اور سزا کا فیصلہ کرنے سے پہلے اِس طرح کے سوالات کیے کہ: کیا تم جانتے ہو کہ زنا کیا ہے؟ اور تم نے کہیں شراب تو نہیں پی؟ اور اُس کی قوم سے پوچھا کہ اِس کے دماغ میں کچھ خلل تو نہیں ہے؟[۲۱] لوگوں نے آپ کو بتایا کہ پتھر پڑنے پر وہ چیخ رہا تھا کہ لوگو، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو، میرے قبیلے والوں نے مجھے مروادیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اُسے چھوڑ کیوں نہیں دیا؟[۲۲] شاید وہ توبہ کرتا اور اللہ اُس کی توبہ قبول کر لیتا[۲۳] اور اُس کے سرپرست سے کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا، بہتر یہی تھا کہ تم اِس کے جرم پر پردہ ڈالتے۔[۲۴] لوگوں نے جب یہ کہا کہ اِس شخص کی شامت نے اِس کا پیچھا نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ کتے کی طرح سنگسار کر دیا گیا تو حضور نے اُنھیں تنبیہ کی۔[۲۵] تدفین کے وقت اگرچہ آپ نے اُس کے جنازے کی نماز پڑھنے سے انکار کیا، لیکن دوسرے دن یہ نماز پڑھی اور لوگوں کو اُس کے حق میں دعا کی نصیحت کی،[۲۶] اور اُنھیں بتایا کہ اُس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایک امت میں تقسیم کی جائے تو اُس کے لیے کافی ہو[۲۷] اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی مغفرت فرمائی اور اُسے جنت میں داخل کر دیا ہے۔[۲۸] وہ کہتے ہیں کہ اِس کے بارے میں یہ سب باتیں بھی چونکہ حدیث کی کتابوں

---

۱۹ موطا، رقم ۲۵۵۹۔

۲۰ مسلم، رقم ۴۴۲۸۔

۲۱ بخاری، رقم ۵۲۷۱۔ مسلم، رقم ۴۴۲۰، ۴۴۲۸، ۴۴۳۱، ۴۴۳۲۔ ابوداؤد، رقم ۴۴۲۱، ۴۴۲۸۔

۲۲ ابوداؤد، رقم ۴۴۲۰۔

۲۳ ابوداؤد، رقم ۴۴۱۹۔ الطبقات الکبریٰ، ابن سعد ۳/۲۲۹۔

۲۴ الموطا، رقم ۲۵۶۰۔ الطبقات الکبریٰ، ابن سعد ۳/۲۲۹۔

۲۵ ابوداؤد، رقم ۴۴۲۸۔

۲۶ فتح الباری، ابن حجر ۱۲/۱۳۱۔ مسلم، رقم ۴۴۳۱۔

۲۷ مسلم، رقم ۴۴۳۱۔

میں بیان ہوئی ہیں، اِس وجہ سے یہ کسی طرح باور نہیں کیا جا سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس تقریر کا مصداق فی الواقع یہی تھا اور اِس نے اگر زنا بالجبر کا ارتکاب بھی کیا تو یہی سمجھنا چاہیے کہ یہ کوئی بھولا بھالا شخص تھا جو جذبات سے مغلوب ہو کر یہ حرکت کر بیٹھا۔

اِس میں شبہ نہیں کہ ماعز کے بارے میں یہ سب باتیں حدیث کی کتابوں میں بیان ہوئی ہیں، لیکن حق یہ ہے کہ اِن میں سے کوئی بات بھی ایسی نہیں ہے جس کی بنیاد پر اُس کے کردار کی نفی کی جا سکے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے نمایاں ہوتا ہے۔

اعتراف جرم اور ندامت سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ یہ کوئی مرد صالح تھا جس سے یہ جرم اتفاقاً سرزد ہو گیا۔ دنیا میں جرائم کی جو تاریخ اب تک رقم ہوئی ہے، اُس سے دسیوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں کہ بدترین اوباش اور انتہائی بدخصلت گنڈے جو کسی طرح گرفت میں نہیں آ سکتے تھے، ارتکاب جرم کے فوراً بعد کسی وقت اِس طرح قانون کے سامنے خود پیش ہوئے کہ اُن کی ندامت پر لوگوں کے دلوں میں اُن کے لیے ہم دردی کے جذبات امنڈ آئے۔ نفسیات جرم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس کے محرکات کئی ہو سکتے ہیں: مجرم اِس اندیشے میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اب یہ جرم چھپا نہ رہے گا، اِس لیے وہ خود آگے بڑھ کر اِس خیال سے اپنے آپ کو قانون کے سامنے پیش کر دیتا ہے کہ اِس طرح شاید اُسے سخت سزا نہ دی جائے۔ جرم اِس طریقے سے سرزد ہوتا ہے کہ اُس کے افشا کو روکنا فی الواقع ممکن نہیں رہتا۔ چنانچہ وہ سبقت کر کے اپنے آپ کو لوگوں کے ردعمل کی شدت سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ جنسی ہیجان کے غلبہ میں مہینوں عورتوں کا پیچھا کرنے والے جب پہلی مرتبہ زنا بالجبر کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں تو بعض اوقات اِس جرم کے نتیجے میں ہیجان کا ختم ہو جانا ہی اُنھیں اعتراف جرم پر آمادہ کر دیتا ہے۔ مجرم کے ماحول میں کسی غیر معمولی دینی شخصیت کا وجود بھی اِس کا باعث بن جاتا ہے۔ جرم کے حالات، مثلاً مجرم کی درندگی کا شکار ہونے والی عورت یا بچے کی بے بسی بھی یہ نتیجہ پیدا کر دیتی ہے۔ ضمیر کی خلش اور انسان کے اندر سے نفس لوامہ

---

۲۸ ابوداؤد، رقم ۴۴۲۸۔

کی سرزنش بھی صرف بھولے بھالے مجرموں ہی میں احساس ندامت پیدا کرنے کا باعث نہیں بنتی، بڑے بڑے بدمعاش بھی بعض اوقات کسی خاص صورت حال میں اُس سے متنبہ ہو جاتے ہیں اور پھر پورے خلوص کے ساتھ، نہ صرف یہ کہ اپنے جرم کا اعتراف کر لیتے ہیں، بلکہ اصرار کرتے ہیں کہ اُنھیں جلد سے جلد کیفر کردار کو پہنچا دیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو جلیل القدر ساتھیوں نے اُسے اگر بار بار لوٹایا اور تلقین کی کہ سزا پانے کے بجائے اُسے اپنی اصلاح کرنی چاہیے اور اُس کے سرپرست سے بھی یہی بات کہی اور عام لوگوں کو بھی اِسی کی نصیحت کی تو اُس کی فرد قرارداد جرم پر اِس سے کیا اثر پڑا؟ ہر صالح نظام میں معاشرے کے اکابر کا رویہ یہی ہونا چاہیے کہ جب تک معاملہ نالش یا مقدمے کی صورت اختیار نہیں کر لیتا، اُس وقت تک ہر شخص کو اِسی طرح نصیحت کی جائے۔ چنانچہ قرآن مجید نے سورۂ مائدہ میں جہاں بغاوت اور فساد فی الارض کے مجرموں کے لیے عبرت ناک سزائیں بیان کی ہیں، وہاں یہ ہدایت بھی کی ہے کہ یہ سزائیں اُن لوگوں پر نافذ نہ کی جائیں جو قانون کی گرفت میں آنے سے پہلے توبہ کر کے اپنے رویے کی اصلاح کر لیں۔ اِس طرح کے مجرموں کے بارے میں اگر بعد میں بھی یہ معلوم ہو کہ وہ احساس ندامت کے ساتھ آمادۂ اصلاح ہیں تو قرآن مجید کی اِنھی آیات کی رو سے عدالت اُنھیں کم تر سزا بھی دے سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر یہ فرمایا کہ تم نے اُسے چھوڑ کیوں نہیں دیا تو ظاہر ہے کہ اِسی مقصد کے پیش نظر فرمایا۔ توبہ واصلاح کی توفیق اگر اللہ چاہے تو کسی بڑے سے بڑے مجرم کو بھی کسی وقت حاصل ہو سکتی ہے اور اِس کے نتیجے میں اُس کا پروردگار اُسے جنت میں بھی داخل کر سکتا ہے۔ اللہ کا رسول اگر دنیا میں موجود ہو اور اُسے وحی کے ذریعے سے یہ بتایا جائے کہ مجرم کی مغفرت ہو گئی اور یہ معلوم ہو جانے کے بعد اُس کی نماز جنازہ پڑھے اور لوگوں کو بھی اُس کے حق میں دعا کی نصیحت کرے تو اِس سے اُس کردار کی نفی کس طرح ہو جائے گی جو توبہ واصلاح سے پہلے اُس مجرم کا رہا؟ اِس سے کیا یہ سمجھا جائے کہ کسی اوباش کو کبھی توبہ کی توفیق نہیں ملتی اور جو شخص توبہ کر لے، اُس کے بارے میں یہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کبھی اوباش بھی رہا تھا؟

اِسی طرح یہ بات تو بے شک، صحیح ہے کہ کسی بدترین شخص کا ذکر بھی اُس کے مر جانے کے بعد کبھی برے لفظوں میں نہیں کرنا چاہیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسی بنا پر اُن لوگوں کو تنبیہ کی جو ماعز کے بارے میں یہ کہہ رہے تھے کہ اِس کی شامت نے اِس کا پیچھا نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ کتے کی طرح سنگسار کر دیا گیا، لیکن اِس کے معنی کیا یہ ہیں کہ جس شخص کے بارے میں بغیر کسی ضرورت کے اِس طرح کا تبصرہ کرنے سے لوگوں کو روکا جائے، وہ لازماً کوئی ہستی معصوم ہی ہوتا ہے اور قانون وشریعت کی تحقیق کے لیے بھی اُس کا کردار کبھی زیر بحث نہیں لایا جا سکتا؟

رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے، مثلاً اِس طرح کے سوالات کیے کہ کیا تم جانتے ہو کہ زنا کیا ہے؟ تو یہ وہ سوالات ہیں جو اعتراف جرم کی صورت میں ہر عدالت کو لازماً کرنے چاہییں۔ اِس صورت میں چونکہ اِس بات کا ہر وقت امکان ہوتا ہے کہ بعد میں کوئی شخص مجرم کے کسی مبہم بیان کی بنا پر عدالت کے فیصلے پر معترض ہو اور مدینہ کے ماحول میں جہاں منافقین صبح وشام اِسی طرح کے فتنوں کے لیے سرگرم رہتے تھے، اِس بات کا اندیشہ چونکہ اور بھی زیادہ تھا، اِس وجہ سے آپ نے اپنے سوالات کے ذریعے سے معاملے کا کوئی پہلو غیر واضح نہیں رہنے دیا۔ اِس سے کوئی شخص اگر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ بے چارہ تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ زنا کیا ہے تو اُس کے بارے میں پھر کیا عرض کیا جا سکتا ہے! حقیقت یہ ہے کہ اِس طرح کے لوگ اگر زنا بالجبر کے متعلق بھی یہ کہتے ہیں کہ شرفا بھی کبھی کبھی اُس کے مرتکب ہو جایا کرتے ہیں تو اِس پر کچھ تعجب نہ کرنا چاہیے۔ عقل ودانش کی جو مقدار اب ہمارے مدرسوں میں باقی رہ گئی ہے، اُس کے بل بوتے پر اِس سے زیادہ کیا چیز ہے جس کی توقع اِن لوگوں سے کی جا سکتی ہے؟

بہرحال یہ ہے اِن سب باتوں کی حقیقت، لیکن اِس کے باوجود اگر کوئی شخص اصرار کرتا ہے کہ اِن روایات سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی ہستی معصوم تھا جو بس یونہی راہ چلتے کسی عورت سے بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھا تو اُسے پھر مان لینا چاہیے کہ اِس صورت میں نہایت شدید قسم کا جو تناقض اُس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر اور اِن روایات کے مضمون میں پیدا ہو جائے گا، اُس کی بنا پر کوئی حتمی بات اِس مقدمے کے بارے میں بھی کسی شخص کے لیے کہنا ممکن نہ ہوگا۔

نوٹ: غامدی نے اس واقعہ کے متعلق مؤطا، بخاری، مسلم، ابوداؤ، اور طبقات ابن سعد وغیرہم کتب کے حوالہ جات دیے ہیں۔ لیکن زیادہ تر زور طبقات ابن سعد پر دیا ہے اور ان روایات کی اسنادی حیثیت کو بلکل بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان روایات میں سے ایک ایک سطر کو الگ طریق سے اپنے مطابق پیش کیا ہے تا کہ اپنے مؤقف کو مزید قوت بخش سکیں۔

غامدی کے نزدیک تو مؤطا، بخاری اور مسلم احادیث کی امہات کتب ہیں پھر کیا وجہ تھی کہ غامدی نے یہ واقعہ ان کتب میں موجود ہونے کے باوجود دیگر کتب کو بھی ترجیح دی؟ اور وہ بھی اس واقعہ کی اسنادی حیثیت کو مدنظر رکھے بغیر !!!

قارئین کرام! حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے متعلق مکمل حقیقت کو واضح کرنے سے پہلے ہم غامدی کی تحریر کے حوالے سے چند گزارشات آپ حضرات کی خدمت میں عرض کریں گے۔

1: غامدی نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا نام صرف "ماعز" لکھا ہے جبکہ خود غامدی نے اپنی کتاب برہان میں یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمادی تھی .... لیکن اس کے باوجود بھی غامدی کو صحابی رسول کے نام کیساتھ "رضی اللہ عنہ" لگانا منظور نہیں ہے۔ یہ کس قدر بدبختی کی بات ہے کہ ایک شخص سے اللہ اور اللہ کے رسول تو راضی ہو جاتے ہیں لیکن غامدی راضی نہیں ہوتا۔

2: غامدی نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے متعلق، اوباش، جنسی ہیجان، بدخصلت جیسے الفاظ استعمال کر کے ایک ایسا نقشہ کھینچا ہے کہ جس کو پڑھ کر لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرام کے متعلق صرف نفرت ہی پیدا ہوگی اور کچھ نہیں۔

3: اگر غامدی نے رجم کی سزا کے موضوع کی وجہ سے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کر ہی لیا تھا تو...... چاہیے تو یہی تھا کہ یہ واقعہ صرف نقل کرنے اور اس سے کسی دلیل کے استنباط کرنے کی حد تک ہوتا لیکن........ غامدی نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے لگے ہاتھوں حضرت ماعز رضی اللہ عنہ پر اپنے

بے لگام قلم کے نشتر چلا دیے..... افسوس۔

4: حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ نے بخشش فرمادی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی باقی لوگوں کو یہ تنبیہ فرمادی کہ انکا ذکر اب اچھے لفظوں میں ہی کرنا ہے لیکن......... غامدی اس قدر حد سے تجاوز کر گیا کہ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی تنقید کو جاری رکھا اور شفیع اعظم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کو بھی ملحوظ خاطر نہ رکھا۔

قارئین کرام! ہم نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی بابت غامدی کی تنقید کا خلاصہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر دیا اب ہم آپ کے سامنے اس سارے واقعہ کی حقیقت کو الم نشرح کرتے ہیں۔

اصل واقعہ.......

عہد رسالت میں ایک شخص یعنی حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے جرم زنا کا صدور ہو گیا۔

جب یہ بات آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک پہنچی اور خود حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر اپنے جرم کا اعتراف کر لیا تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم پر انہیں حد لگائی گئی اور سنگسار کر دیا گیا۔

یہ واقعہ حدیث کی تمام کتب میں موجود ہے اور تواتر سے بھی ثابت ہے۔ شارحین حدیث بھی اس کا تواتر ہونا بیان کرتے ہیں۔ اس واقعہ کی مکمل تفصیلات کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ اخبار آحاد میں آئی ہیں اور ان میں بظاہر کہیں کہیں پر اختلاف نظر آتا ہے۔ ہم ان کی تفصیلات میں جانے سے پہلے ضروری سمجھتے ہیں کہ غامدی کے چند جملوں کو یہاں پر نقل کر دیں۔

اعتراف جرم کے بعد یہ بات لازم نہیں آتی کہ یہ کوئی مرد صالح تھا جس سے یہ جرم اتفاقاً سرزد ہو گیا۔

(برہان طبع دھم نومبر 2018 صفہ 83)

جنسی ہیجان کے غلبہ میں مہینوں عورتوں کا پیچھا کرنے والے جب پہلی مرتبہ زنا بالجبر کا ارتکاب کر بیٹھتے

ہیں تو بعض اوقات اس جرم کے نتیجے میں ہیجان ختم ہو جانا ہی انہیں اعتراف جرم پر امادہ کر دیتا ہے۔

(برہان طبع دھم نومبر 2018 صفہ 83)

اللہ کا رسول اگر دنیا میں موجود ہو اور اسے وحی کے ذریعہ سے یہ بتایا جائے کہ مجرم کی مغفرت ہو گئی اور یہ معلوم ہو جانے کے بعد اسکی نماز جنازہ پڑھے اور لوگوں کو بھی اس کے حق میں دعا کی نصیحت کرے تو اس سے اس کردار کی نفی کس طرح ہو جائے گی جو توبہ اور اصلاح سے پہلے اس مجرم کا رہا؟ اس سے کیا یہ سمجھا جائے گا کہ کسی اوباش کو کبھی توبہ کی توفیق نہیں ملتی اور جو شخص توبہ کر لے، اس کے بارے میں یہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کبھی اوباش بھی رہا تھا؟

(برہان طبع دھم نومبر 2018 صفہ 84)

بہر حال یہ ہے ان سب باتوں کی حقیقت، لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص اصرار کرتا ہے کہ ان روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی ہستی معصوم تھا جو بس یونہی راہ چلتے کسی عورت سے بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھا تو اسے پھر مان لینا چاہیے کہ اس صورت میں نہایت شدید قسم کا جو تناقص اس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تقریر اور ان روایات کے مضمون میں پیدا ہو جائے گا، اس کی بنا پر کوئی حتمی بات اس مقدمے کے بارے میں بھی کسی شخص کے لیے کہنا ممکن یہ ہو گا۔

(برہان طبع دھم نومبر 2018 صفہ 85)

آہ! کس قدر جفا کار ہے غامدی کا قلم جو شرم وحیا کے تمام تقاضوں کو نظر انداز کر کے اسطرح بے باکی کیساتھ ایک صحابی رسول کے بارے میں کس قدر غلیظ اور نجس انداز میں بات کر رہا ہے۔

غامدی کتنا بد دیانت، خوف خدا سے محروم اور حیا باختہ شخص ہے کہ وہ روایات صحیحہ کو یکسر نظر انداز کر کے اپنے ناپاک قلم کو اس طرح بے لگام چھوڑ دیتا ہے۔ کیا غامدی کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ فرمان بھی معلوم نہیں تھا کہ....... "میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا پھر سن کو میرے

اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے بعد انکو نشانہ نہ بنا لینا۔"

ایک طرف رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وصیت ہے اور دوسری طرف غامدی کی علمی تحقیق۔ دنیا میں کسی عدالت میں اگر فوجداری کا مقدمہ بھی پیش ہوتا ہے تو ملزم کو صفائی کا مکمل موقع دیا جاتا ہے، عدالت اس کے گواہوں کو بغور سنتی ہے پھر جا کر فیصلہ سنایا جاتا ہے......لیکن غامدی نے پیغمبر خدا کے صحابی کے برخلاف فرد جرم مرتب کر کے یکطرفہ فیصلہ سنا دیا۔

آیئے !اب ہم اقتباسات بالا کے مختلف اجزاء پر الگ الگ پہلو سے گفتگو کرتے ہیں۔

حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کا کردار:

غامدی نے تو حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو، اوباش، جنسی ہیجان کا شکار، اور یہ کوئی مرد صالح نہیں تھا، یہ تک کہ دیا اور جو باقی انکا سراپا جن لفظوں میں بیان کیا ہے وہ آپ حضرات اوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں لیکن ......ان کو عادی مجرم ثابت کرنے کے لیے غامدی کوئی ضعیف روایت بھی نقل نہیں کر سکا۔

غامدی جیسے فلسفی سے کوئی پوچھے تو..... کہ جناب !جب تک کسی مجرم کا عادی مجرم ہونا ثابت نہ ہو جائے تو کیا وہ سزا کا مستحق نہیں بنتا؟

اگر ایک شخص پرہیز گار اور حلال خور ہے لیکن کسی موقع پر وہ لالچ یا ہوائے نفس کی وجہ سے مغلوب ہو کر چوری کر لیتا اور اسکا جرم بھی ثابت ہو جاتا ہے تو کیا اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا؟ اور جب اسکا ہاتھ کاٹ لیا تو پھر کیا یہی کہا جائے گا کہ جناب، یہ شخص بڑا اُچکا اور لفنگا تھا۔ جب بھی اسے موقع ملتا تھا لوگوں کا مال چوری کر لیا کرتا تھا۔

اسی طرح اگر ایک شخص نیک کردار ہے لیکن کسی سے اس کا جھگڑا ہو گیا اور وہ بے قابو ہو کر اسے قتل کر ڈالتا ہے تو کیا وہ مستوجب سزا نہ ہو گا؟

کتنی بودی اور بے وزن ہے یہ دلیل کہ فلاں شخص کو چونکہ فلاں جرم میں سزا ہوئی تھی اس لیے معلوم ہوا کہ وہ پکا لوفر، لفنگا تھا۔

قارئین کرام! اس نکتہ کو بخوبی ذہن نشین رکھیں کہ کسی شخص کے بارے میں اتفاقیہ جرم کا ثابت ہو جانا اور بات ہے اور کسی شخص کا عادی مجرم ہونا اور بات ہے۔ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات میں جو کچھ آیا ہے وہ اتفاقاً ان سے جرم زنا کا سرزد ہونا ہے۔

ایک شبہ اور اسکا جواب:

ہوسکتا ہے کہ کسی شخص کو مسلم شریف کی اس روایت سے شبہ گزرے جو غامدی نے ایک موقع پر نقل کی ہے اور اس سے یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ گویا حضرت ماعز رضی اللہ عنہ جنسی ہیجان کی وجہ سے عورتوں کے پیچھے پھرتے تھے۔ ہم یہاں پر اس روایت کے الفاظ غامدی کی کتاب سے ہی پیش کردیتے ہیں.... ملاحظہ فرمائیں

" کیا یہ نہیں ہوا کہ جب کبھی ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے تو ہمارے اہل وعیال میں سے ایک شخص پیچھے رہ گیا جو شہوت کے جوش میں بکرے کی طرح بلبلاتا تھا؟ سنو، مجھ پر لازم ہے کہ اس طرح کا کوئی مجرم اگر میرے پاس لایا جائے تو میں اسے عبرت ناک سزا دوں۔"

اس سلسلہ میں دھوکہ یہاں سے لگتا ہے کہ غامدی نے اس روایت کے صرف اس حصے کو مخصوص انداز میں پیش کر کے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ پر منطبق کر دیا۔

حالانکہ یہ بلکل غلط ہے، خطبہ دینے کا ذکر مسلم شریف میں بھی ہے اور ابوداؤد شریف میں بھی موجود ہے۔ ایک روایت حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو کہ دونوں کتب میں موجود ہے اور دوسری روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو کہ صرف صحیح مسلم میں موجود ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں " خلف احدھم " کے الفاظ آئے ہیں مگر غامدی نے یہ

روایت نقل نہیں کی کیونکہ اگر اس روایت کو نقل کرتا تو پھر اپنا مطلب نکالنا مشکل ہو جاتا کیونکہ صحیح مسلم کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خطبہ میں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں کہ "..... کوئی شخص پیچھے رہ جاتا۔" جبکہ غامدی نے جو روایت نقل کی اس میں "ایک شخص پیچھے رہ جاتا" کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خطبہ کے متعلق سمجھیے :

روایت کے الفاظ خواہ کچھ بھی ہوں لیکن بات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو موقع محل کی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم امت کو نصیحت فرماتے تھے۔

اب یہ ضروری نہیں کہ وعظ ونصیحت کے ہر جملہ میں پیش آنے والے کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہو۔

مثال کے طور پر......سورج گہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز الکسوف ادا فرمائی اور اس کے بعد ایک خطبہ دیا، جس میں ارشاد فرمایا...... "سورج اور چاند گہن نہ تو کسی کے مرنے سے لگتا ہے، نہ کسی کے جینے سے۔ اے امت محمد! اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں ہے کہ اسکا بندہ یا بندی زنا کا ارتکاب کرے۔"

اس موقع پر یہ ارشاد فرمانا تو واقعات کی بنیاد پر تھا کہ "سورج اور چاند کو گہن کسی کی موت کی وجہ سے نہیں لگتا۔" کیونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ لوگ ایسا سمجھتے تھے، مگر آگے جو یہ ارشاد فرمایا کہ...... "اے امت محمد! اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں ہے کہ اسکا بندہ یا بندی زنا کا ارتکاب کرے۔"

اب اس بات کا تعلق کسی واقعہ سے نہیں ہے۔ لہذا اب اس سورج چاند گہن والے خطبہ سے کوئی غامدی عقل والا یہ کہنا شروع کردے کہ ضرور اس دن کسی نے زنا کا ارتکاب کیا ہوگا وغیرہ تو اسکی عقل پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے بس۔

اسی طرح احادیث رسول میں اور بھی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ جس سے یہ ثابت ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صرف وعظ ونصیحت کے لیے ایسے ارشاد فرماتے تھے لیکن اس سے یہ ضروری نہیں سمجھنا چاہیے کہ لازمی کوئی واقعہ پیش آیا ہوگا تو ہی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسے نصیحت فرمائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے خطبہ میں نہ تو حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا نام لیا اور نا ہی کسی صحابی یا بعد کے کسی راوی نے یہ بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ ارشاد حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا تھا، بلکہ اس کے برعکس مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت منقول ہے کہ جس میں صریحاً یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان لوگوں کو تنبیہ فرمائی جو حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے حق میں طعن وتشنیع کررہے تھے۔

اس کے علاوہ خود غامدی نے بھی اپنی کتاب برہان کے صفہ 85 پر یہ اعتراف کیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی ان لوگوں کو یہ تنبیہ فرمائی تھی جو حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا ذکر برے لفظوں میں کررہے تھے۔

علاوہ ازیں...... یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو اپنے اس غلام کا ذکر اچھے لفظوں میں فرمائیں اور دوسری طرف ایک خطبہ ارشاد فرما کر اسی غلام کی بدکاری کا پرچار بھی کریں؟ لہٰذا یہی بات واضح ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے خطبہ میں حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا کچھ بھی نہیں فرمایا تھا۔

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں کیسے پہنچے؟

غامدی نے احادیث مبارکہ کے جوڑ توڑ کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ، ماعز رضی اللہ عنہ کوئی مرد صالح اور بھلے مانس آدمی نہیں تھے کہ وہ ازخود اپنے جرم پر نادم ہوکر دربار رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہنچے ہوں بلکہ وہ تو اپنے قبیلے والوں کے اصرار پر حاضر ہوئے تھے اور وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ شاید اس طرح وہ

سزا سے بچ جائیں گے۔ بلکہ خود آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سخت انداز سے ان سے پوچھ گچھ کی کہ انکو اعتراف جرم کے علاوہ اور کوئی چارہ نظر نہیں آیا۔

قارئین کرام! اب ہم آئمہ دین کی تصریحات کے مطابق اس کی تفصیل پر کلام کرتے ہیں۔

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا واقعہ کتب احادیث میں کم وبیش بارہ صحابہ کرام سے منقول ہے اور صحیح بخاری وغیرہ کے مطابق اکثر حضرات "اتی" اور "جاء" کے لفظوں سے بیان کا آغاز کرتے ہیں، یعنی یہ کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ خود ہی آئے تھے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ جو حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے ذات بھائی یعنی قبیلہ اسلم ہی کے ایک فرد ہیں، ان کی روایت مسلم شریف میں موجود ہے کہ ماعز رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کیجیے الخ۔

مؤطا امام مالک میں ہے کہ وہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ ان سے جرم سرزد ہو گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ، کیا کسی اور سے بھی تو نے اسکا ذکر کیا ہے؟ کہا نہیں۔ تو پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے سامنے توبہ کرو، اللہ نے تم پر پردہ ڈالا ہے تو تم پردہ میں رہو، کیونکہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

مگر ماعز رضی اللہ عنہ کے دل کو قرار نہیں آیا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا مشورہ دیا لیکن پھر بھی ان کے دل کو قرار نہ آیا حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت حاضر ہو گئے۔

اب حقیقت صرف اتنی سی ہے کہ...... حضرت ماعز رضی اللہ عنہ یتیم ہو کر ایک صحابی حضرت ہزال رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت تھے۔ جب ماعز رضی اللہ عنہ سے اس گناہ کا صدور ہوا تو حضرت ہزال رضی اللہ عنہ ان سے فرمایا کہ: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس جاؤ اور انہیں اسکی خبر دو شاید وہ تمہارے لیے

بخشش کی دعا فرما دیں۔

ہزال رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ شاید اس طرح پر کوئی راہ نکل آئے۔ چنانچہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے زنا سرزد ہو گیا ہے۔ کتاب اللہ کا جو حکم ہو آپ مجھ پر نافذ کر دیں۔ (ملاحظہ فرمائیں سنن ابوداؤد شریف رقم الحدیث 4419)

قصہ مختصر یہ ہے کہ، حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو حضرت ہزال رضی اللہ عنہ نے مشورہ ضرور دیا تھا لیکن قبیلہ والوں کا ان پر اصرار کوئی نہیں تھا بلکہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں راز کو راز رکھنے کا مشورہ دیا تھا۔ یہ سب کچھ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی شرافت نفس کا نتیجہ تھا کہ ان سے گناہ سرزد ہو جانے کے بعد دل کی بے قراری کبھی در صدیق پر لے جاتی تو کبھی در فاروقی رضی اللہ عنہما پر لیکن جب پھر بھی بے چینی ختم نہیں ہوتی تو اپنے کفیل سے اپنے گناہ کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے مشورے پر آستانہ نبوت پر حاضری دیتے ہیں۔ دل میں ایک ہی تڑپ ہے کہ کسی طرح یہ گناہ دھل جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ "جو شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوا اور اسے اس کی سزا مل گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گی اور جس نے گناہ کا کام کیا، پھر اللہ نے اسکی پردہ پوشی کی تو اب اگر وہ چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے تو عذاب دے۔"

فَأُتِيَ بِهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرُجِمَا. قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَأَيْتُ الْيَهُودِيَّ أَجْنَأَ عَلَيْهَا. [راجع: ١٣٢٩]

رجم والی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس سے آگے اور پیچھے کی آیتیں پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ ہٹاؤ (اور جب اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو) آیت رجم اس کے ہاتھ کے نیچے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا اور انہیں رجم کر دیا گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہیں بلاط (مسجد نبوی کے قریب ایک جگہ) میں رجم کیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ یہودی عورت کو مرد بچانے کے لیے اس پر جھک جھک پڑتا تھا۔

ثابت ہوا کہ مسلم اسٹیٹ میں یہودیوں اور عیسائیوں کے فیصلے ان کی شریعت کے مطابق کئے جائیں گے بشرطیکہ اسلام ہی کے موافق ہوں۔

١١- باب الرَّجْمِ بِالْمُصَلَّي

٦٨٢٠- حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلاً مِن أَسْلَمَ جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبِكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لاَ. قَالَ: ((أَحْصَنْتَ)) قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ، فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ. لَمْ يَقُلْ يُونُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلَّى عَلَيْهِ. [راجع: ٥٢٧٠]

باب عید گاہ میں رجم کرنا (عید گاہ کے پاس یا خود عید گاہ میں)

(٦٨٢٠) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اور انہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلہ اسلم کے ایک صاحب (ماعز بن مالک) نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور زنا کا اقرار کیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔ پھر جب انہوں نے چار مرتبہ اپنے لئے گواہی دی تو آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم دیوانے ہو گئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا، کیا تمہارا نکاح ہو چکا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ آپ کے حکم سے انہیں عید گاہ میں رجم کیا گیا۔ جب ان پر پتھر پڑے تو وہ بھاگ پڑے لیکن انہیں پکڑ لیا گیا اور رجم کیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان کے حق میں کلمۂ خیر فرمایا اور ان کا جنازہ ادا کیا اور ان کی تعریف کی جس کے وہ مستحق تھے۔

١٢- باب مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُونَ الْحَدِّ فَأَخْبَرَ الإِمَامَ

فَلا عُقُوبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا قَالَ عَطَاءٌ: لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ ﷺ،

باب جس نے کوئی ایسا گناہ کیا جس پر حد نہیں ہے (مثلاً اجنبی عورت کو بوسہ دیا یا اس سے مساس کیا) اور پھر اس کی خبر امام کو دی تو اگر اس نے توبہ کر لی اور فتویٰ پوچھنے آیا تو اسے اب توبہ کے بعد کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ عطاء نے کہا کہ ایسی
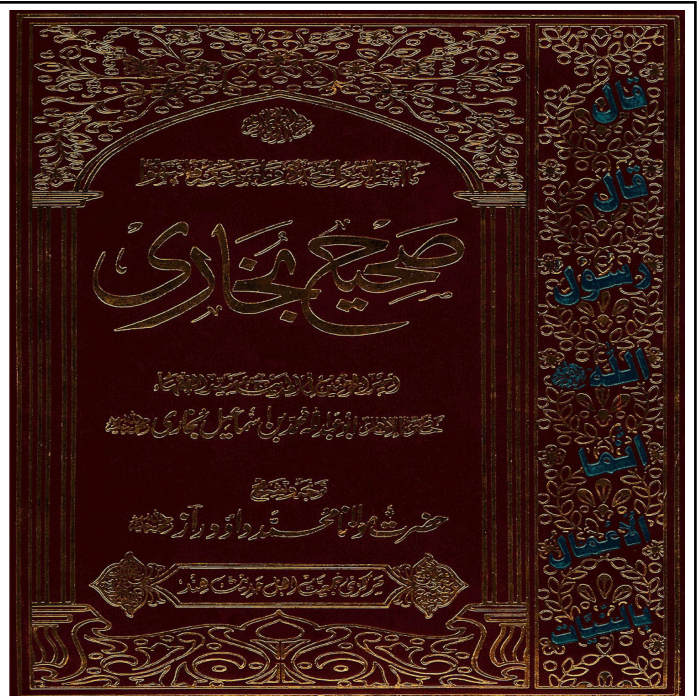
٤٤٣١- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ ((وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرْ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ)) قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرْ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ)) قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ

۴۴۳۱- بریدہؓ سے روایت ہے ماعز بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! پاک کیجئے مجھ کو۔ آپ نے فرمایا ارے چل اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ اور توبہ کر تھوڑی دور وہ لوٹ کر گیا پھر آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ پاک کیجئے مجھ کو۔ آپ نے ایسا ہی فرمایا جب چوتھی مرتبہ ہوا تو آپ نے فرمایا میں کاہے سے پاک کروں تجھ کو ماعزؓ نے کہا زنا سے جناب رسول اللہؐ نے (لوگوں سے) پوچھا کیا اس کو جنون ہے؟ معلوم ہوا مجنون نہیں ہے پھر فرمایا کیا اس نے شراب پی ہے؟ ایک شخص کھڑا ہوا

؎ اور شافعیہ کے نزدیک مرد کے لیے نہ کھودیں لیکن عورت کے باب میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ سینہ تک گڑھا مستحب ہے تاکہ اس کا ستر نہ کھلے۔ دوسرا نہ مستحب ہے نہ مکروہ بلکہ حاکم کی رائے پر ہے۔ تیسرا یہ کہ گواہی کی صورت میں مستحب ہے اور اقرار کی صورت میں مستحب نہیں تاکہ اس کو بھاگنے کا موقع ملے۔ (نووی مختصراً)

(۴۴۳۱) ☆ نوویؒ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حد سے گناہ مٹ جاتا ہے اور یہ صراحۃً موجود ہے عبادہ بن صامت کی روایت میں ہے کہ جس نے ایسا کوئی گناہ کیا پھر دنیا میں اس کو سزا ملی تو وہی کفارہ ہو گیا۔ اور ہم نہیں جانتے کسی کا اختلاف اس میں اور یہ بھی ثابت ہوا ؎

حَتّٰى إِذَا كَانَتْ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ((فِيمَ أُطَهِّرُكَ)) فَقَالَ مِنْ الزِّنٰى فَسَأَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَبِهِ جُنُونٌ)) فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُونٍ فَقَالَ ((أَشَرِبَ خَمْرًا)) فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيحَ خَمْرٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَزَنَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَكَانَ النَّاسُ فِيهِ فِرْقَتَيْنِ قَائِلٌ يَقُولُ لَقَدْ هَلَكَ لَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ وَقَائِلٌ يَقُولُ مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتُلْنِي بِالْحِجَارَةِ قَالَ فَلَبِثُوا بِذٰلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ جُلُوسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ ((اسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ)) قَالَ فَقَالُوا غَفَرَ اللّٰهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ)) قَالَ ثُمَّ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنْ الْأَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ ((وَيْحَكِ ارْجِعِي فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ)) فَقَالَتْ أَرَاكَ تُرِيدُ أَنْ تُرَدِّدَنِي كَمَا رَدَّدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ إِنَّهَا حُبْلٰى مِنْ الزِّنٰى فَقَالَ آنْتِ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ لَهَا ((حَتّٰى تَضَعِي مَا فِي بَطْنِكِ)) قَالَ فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ حَتّٰى وَضَعَتْ قَالَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتْ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ ((إِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيرًا لَيْسَ لَهُ مَنْ

اور اس کا منہ سونگھا تو شراب کی بو نہیں پائی پھر آپ نے فرمایا (ماعز سے) کیا تو نے زنا کیا؟ وہ بولا ہاں آپ نے حکم کیا وہ پتھروں سے مارا گیا اب اس کے باب میں لوگ دو فریق ہو گئے ایک تو یہ کہتا ماعزؓ تباہ ہوا گناہ نے اس کو گھیر لیا دوسرا یہ کہتا کہ ماعز کی توبہ سے بہتر کوئی توبہ نہیں وہ جناب رسول اللہؐ کے پاس آیا اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا اور کہنے لگا مجھ کو پتھروں سے مار ڈالیے دو تین دن تک لوگ یہی کہتے رہے بعد اس کے جناب رسول اللہؐ تشریف لائے اور صحابہؓ بیٹھے تھے آپ نے سلام کیا پھر بیٹھے فرمایا دعا مانگو ماعزؓ کے لیے صحابہ نے کہا اللہ بخشے ماعز بن مالکؓ کو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ ایک امت کے لوگوں میں بانٹی جائے تو سب کو کافی ہو جائے بعد اس کے آپ کے پاس ایک عورت آئی غامد کی (جو ایک شاخ ہے) ازد کی (ازد ایک قبیلہ ہے مشہور) اور کہنے لگی یارسول اللہ! پاک کر دیجئے مجھ کو۔ آپ نے فرمایا اری چل اور دعا مانگ اللہ سے بخشش کی اور توبہ کر اس کی درگاہ میں عورت نے کہا آپ مجھ کو لوٹانا چاہتے ہیں جیسے ماعز کو لوٹایا تھا آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ وہ بولی میں پیٹ سے ہوں زنا سے آپ نے فرمایا تو خود؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اچھا ٹھہر جب تک تو جنے (کیونکہ حاملہ کا رجم نہیں ہو سکتا اور اس پر اجماع ہے اسی طرح کوڑے لگانا یہاں تک کہ وہ جنے) پھر ایک انصاری شخص نے اس کی خبر گیری اپنے ذمہ لی جب وہ جنی تو انصاری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا غامدیہ جن چکی ہے آپ نے فرمایا ابھی تو ہم اس کو رجم نہیں کریں گے اور اس کے بچے کو بے دودھ

؎ کہ کبیرہ گناہ بھی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔ اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا اور قتل میں ابن عباسؓ کا اختلاف ہے۔
سبحان اللہ یہ غامدیہ عورت ہمت اور جرأت میں مردوں سے زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کو بخشے۔

٤٤١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ قال: حدَّثني يَزِيدُ بْنُ نُعَيْمِ بنِ هَزَّالٍ عن أَبِيهِ قال: كَانَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ يَتِيمًا في حِجْرِ أَبِي فأَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ، فقالَ لَهُ أَبِي: ائْتِ رَسُولَ الله ﷺ فَأَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ، لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ، وَإِنَّمَا يُرِيدُ بِذٰلِكَ رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ لَهُ مَخْرَجًا، قال: فأَتَاهُ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إِنِّي زَنَيْتُ فأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ الله، فأَعْرَضَ عَنْهُ، فَعَادَ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إِنِّي زَنَيْتُ فأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ الله، فأَعْرَضَ عَنْهُ، فعادَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ الله! إني زَنَيْتُ فَأَقِمْ عليَّ كتابَ الله، حَتَّى قالهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَبِمَنْ؟» قال: بِفُلَانَةَ. قال: «هَلْ ضَاجَعْتَهَا؟» قال: نَعَمْ. قال: «هَلْ بَاشَرْتَهَا؟» قال: نَعَمْ. قال: «هَلْ جَامَعْتَهَا؟ قال: نَعَمْ. قال: فأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ، فَأُخْرِجَ بِهِ إِلَى الْحَرَّةِ، فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الحِجَارَةِ فَجَزِعَ فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهُ عَبْدُ الله بنُ أُنَيْسٍ وَقَدْ عَجَزَ أَصْحَابُهُ، فَنَزَعَ لَهُ بِوَظِيفِ بَعِيرٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فقال: «هَلَّا تَرَكْتُمُوهُ، لَعَلَّهُ أَنْ يَتُوبَ

۴۴۱۹- جناب یزید بن نُعیم بن ہزّال اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک یتیم لڑکا تھا اور میرے والد کی سرپرستی میں تھا۔ پھر وہ قبیلے کی ایک لڑکی کے ساتھ زنا کر بیٹھا۔ تو میرے والد نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی انہیں خبر دو' شاید وہ تیرے لیے استغفار کریں۔ اور اس سے ان کا مقصد صرف یہی امید تھی کہ اسے کوئی راہ مل جائے۔ چنانچہ وہ حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے' لہٰذا اللہ کی کتاب کا حکم مجھ پر نافذ فرما دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم نافذ فرما دیجیے۔ آپ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ تو اس نے (تیسری بار) پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔ مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم نافذ کر دیجیے۔ حتی کہ اس نے چار بار اس طرح کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو نے چار بار یہ بات کہی ہے' تو نے کس کے ساتھ کیا ہے؟'' کہا: فلاں لڑکی کے ساتھ۔ آپ نے پوچھا: ''تو اس کے ساتھ اکٹھے لیٹا ہے؟'' کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''تو اس کے ساتھ چمٹا ہے؟'' کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''تو نے اس کے ساتھ جماع کیا ہے؟'' کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کو حرہ کی طرف لے جایا گیا۔ جب اسے پتھر مارے گئے اور اس نے پتھروں کی چوٹ محسوس کی تو برداشت نہ کر پایا اور بھاگ کھڑا

٤٤١٩ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٣٧٧، أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٧ عن وكيع به.

فَيَتُوبَ اللهُ عَلَيْهِ».

ہوا۔ تو حضرت عبداللہ بن انیس نے اس کو پالیا' جبکہ دیگر ساتھی تھک گئے تھے۔ تو عبداللہ نے اس کو اونٹ کا پایا نکال مارا اور اسے قتل کر دیا' پھر نبی ﷺ کے پاس آ کر یہ سب بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا' شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت ماعز بن مالک اسلمی ؓ مشہور صحابی ہیں۔ شیطان کے اغوا سے زنا کر بیٹھے تھے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اقرار کیا اور دنیا کی سزا قبول کی۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ کسی بھی صاحب ایمان کو کسی طرح روا نہیں کہ اب ان کے بارے میں کوئی نامناسب بات کہے یا دل میں رکھے۔ ② ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا۔'' اس جملے کا صحیح مفہوم درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے' یعنی اس میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لانے کی بات تھی کہ آپ اسے یہ سزا بھگت لینے کی تلقین فرماتے کہ یہ سزا آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بہت ہلکی اور آسان ہے۔

روایات کا تعارض اور غامدی مؤقف

جاوید غامدی کا کہنا ہے کہ اگر حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی بابت انکے کردار کی نفی نہیں کی جائے گی تو پھر روایات میں تعارض ماننا پڑے گا۔

غامدی یہ کہ کر احادیث کو اور حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو مشکوک بنانا چاہتا ہے۔آخر کیا وجہ ہے کہ غامدی ایک صحابی رسول کے معاملے میں منفی پہلو کو ہی دیکھ رہا ہے؟اتنی منفی سوچ وہ بھی ایک صحابی کے لیے آخر کیوں؟

آیئے اب ہم روایات کے تعارض کی بابت بھی کچھ عرض کر دیتے ہیں۔

1: امر واقعہ یہ ہے کہ اس تمام قصہ میں کوئی اتنا اہم تعارض نہیں پایا جاتا۔

2: اگر واقعی ان میں کوئی ایسا تعارض پایا بھی جاتا ہو تو دیکھنا چاہیے کہ کیا سلف صالحین ومحدثین، شارحین حدیث اور 1400 سال کے مفسرین وفقہاء کرام وعلماء امت نے ان روایات سے جو نتائج اخذ کیے ہیں تو کیا ان سب نتائج تک غامدی کا ذہن پہنچا؟اگر ان میں سے کسی نے بھی ایسا نہیں کہا اور یقیناً ایسا نہیں کہا تو پھر ہم غامدی کی عقل پر ماتم ہی کر سکتے ہیں صرف۔

3: اصول حدیث کی تمام کتب میں یہ قائدہ مسلمہ لکھا ہوا ہے کہ اگر ایک ہی واقعہ یا مسئلہ کے متعلق روایات میں بظاہر اختلاف نظر آئے تو جہاں تک ممکن ہو ان میں تطبیق وتوفیق کی صورت پیدا کی جائے جہاں ایسا کرنا ممکن نہ ہو وہاں ترجیح یا نسخ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے متعلق واقعہ کی تفصیلات میں جہاں تھوڑا بہت تعارض نظر آتا ہے وہاں بھی محدثین حضرات نے اسی قانون سے کام لیا ہے۔جیسا کہ ہم آگے نقل کریں گے۔لیکن غامدی نے ان اکابر امت کی تصریحات کو یکسر نظر انداز کر کے کام لیا ہے۔

قارئین کرام! حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے متعلق تمام تر تفصیلات ہم نے آپ کے سامنے مکمل طور پر بیان کردی ہیں اور غامدی کا بغض بھی واضح کر دیا ہے۔

مزید اس کے علاوہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے اللہ کے نبی شفیع اعظم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بے پناہ محبت بھی بیان کردی ہے جسکا ذکر احادیث میں ملتا ہے۔

جیسا کہ........آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا فرمانا اور لوگوں کو انکے حق میں دعا اور اچھے کلمات سے یاد کرنے کی تلقین فرمانا اور جو انہیں برے لفظوں میں یاد کرے ان سے ناراض ہونا.......حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کرتے وقت انکی درد بھری آہ بکار کی بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا؟......پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے اتنے سوالات پوچھنا کہ شاید انکو اپنے عمل میں کوئی شک پیدا ہو جائے کیونکہ جب شک پیدا ہو جائے تو حد کا حکم ساقط ہو جاتا ہے.......حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی توبہ ایسی توبہ تھی کہ اگر اسے اس امت پر بھی تقسیم کیا جائے تو اسکی بخشش ہو جائے۔

? یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کوئی معصوم نہیں تھے......بشریت کے تقاضے ان کے ساتھ تھے۔ اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو بھی جاتا تو اسے دنیا میں ہی سزا مل جاتی جس سے آخرت میں انہیں جنت کی بشارت مل جاتی۔ پھر صحابہ کرام کا یہ بھی ایک احسان ہے کہ انکی بدولت ہمیں شریعت کے احکامات پر عمل کرنے کا طریقہ بھی معلوم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت ہمارے دل و جان میں مرتے دم تک قائم رکھے آمین ثم آمین۔

☆☆☆☆☆☆